اسلامیات

و

قرآن مجید باترجمہ (لازمی)

برائے جماعت نہم و دہم

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

اسلامیات

و

قرآن مجید باترجمہ (لازمی)

برائے جماعت نہم ودہم

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

طبع کنندہ:

گابا ایجوکیشنل بکس

کراچی

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے یہ کتاب صوبہ سندھ کے نویں اور دسویں جماعتوں کے طلبہ وطالبات کے لیے 2001ء اور اس سے آگے کے لیے شائع کی ہے۔

نگرانِ اعلیٰ: قادر بخش رند چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جام شورو

زیرِ نگرانی: ڈاکٹر پروین شاہد، جوائنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر، وفاقی وزارت تعلیم (کریکولم ونگ) حکومت پاکستان، اسلام آباد

مصنفین ومؤلفین:

* ڈاکٹر احسان الحق
* ڈاکٹر سعید اللہ قاضی
* ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
* ڈاکٹر ضیاء الحق یوسف زئی
* پروفیسر افتخار احمد بھٹہ
* ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی
* پروفیسر شبیر احمد منصوری
* پروفیسر امینہ ناصرہ
* عبدالستار غوری
* قاری سید شریف الہاشمی
* پروفیسر محمد طاہر مصطفٰے
* محمد ناظم علی خان ماتلوی

نظر ثانی:

* عبدالحمید افغانی
* مسز فرحت سلیم
* محمد اسحٰق پانیزئی
* محمد سرور
* سید فرزند علی
* عفت سلطانہ

عبدالحکیم پٹھان

ادارۃ: * عبدالحکیم پٹھان

خطاطی: * اکرام الحق

پنجاب پرنٹنگ پریس کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت و اُسوہ حسنہ کی روشنی میں کی جائے۔ قیامِ پاکستان اِسی بُنیادی فکر کا مظہر ہے۔ چنانچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۱ کی رُو سے حکومتِ پاکستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مُسلمانانِ پاکستان کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے قرآنِ مجید ناظرہ اور اس کے معانی و مطالب کے فہم کے لیے عربی زبان کی تدریس کا خاطر خواہ اِہتمام کرے۔ حکومت پاکستان نے فروری ۱۹۹۶ء میں احکام جاری کیے کہ سکولوں میں قرآنِ مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا اس طرح بندوبست کیا جائے کہ ہر مُسلمان طالب علم دسویں جماعت تک مُروّجہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید باترجمہ بھی مکمّل کرے۔ اِنہی احکام کی وضاحت کرتے ہُوئے نومبر ۱۹۹۶ء میں حکومت نے مزید تفصیلی ہدایات جاری کیں کہ ملک بھر کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں کے تعلیمی اداروں میں قُرآنِ مجید ناظرہ و باترجمہ کا عملی نفاذ کیا جائے۔

وزارتِ تعلیم نے نئی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸-۲۰۱۰ء میں اس پروگرام کی توثیق کی۔ اِس سلسلے میں تمام مکاتبِ فکر کے جید عُلماء، اسکالرز اور ماہرینِ تعلیم کے مشورے سے ایک واضح لائحہ عمل مُرتّب کیا اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ایک تدریجی پروگرام وضع کیا جس کے تحت ۱۹۹۶ء میں جماعت ششم اور ۱۹۹۸ء میں جماعت ہفتم و ہشتم میں عربی اور قرآن باترجمہ کو ایک مربُوط لازمی مضمون کی صُورت میں پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا اور اساتذہ کی رہنمائی کے لیے "رہنمائے اساتذہ" تیار کرکے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے ذریعے ملک بھر کے سرکاری اداروں کے اساتذہ میں بلا معاوضہ تقسیم کرائی۔

تعلیمی سال ۲۰۰۲-۲۰۰۱ اور اس کے بعد کے لیے
اسلامیات و قرآن مجید باترجمہ (لازمی) برائے جماعت نہم و دہم کا نصاب

کل نمبر ۷۵

حصہ اوّل: قرآن مجید (بامحاورہ ترجمہ) ۳۵ نمبر

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ۔ سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ۔ سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَہ

نوٹ: قرآن مجید (بامحاورہ ترجمہ) کے ۳۵ نمبر ترجمہ آیات، الکلمات والتراکیب کے معانی اور اُردو سوال و جواب کے درمیان تقسیم ہوں گے۔

حصہ دوم: احادیث مبارکہ ۱۵ نمبر

حصہ سوم: موضوعاتی مطالعہ ۲۵ نمبر

۱: قرآن مجید، تعارف، حفاظت، فضائل

۲: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت

۳: علم کی فرضیت و فضیلت

۴: زکوٰۃ، اہمیت و مَصارِف

۵: طہارت و نظافت جسمانی

۶: صبر و شکر اور ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی

۷: عائلی زندگی کی اہمیت

۸: ہجرت و جہاد

اَلْفِهْرِس

اَلْجُزْءُ الْاَوَّلُ

مِن هَدي القُرآنِ الكَرِيمِ

اَلدُّرُوسُ							اَلصَّفَحَاتُ
اَلدّرسُ الاول	(الف)	سورة الانفال	آيات	۱	ے	۱۰	۹
اَلدّرسُ الاول	(ب)	سورة الانفال	آيات	۱۱	ے	۱۹	۱۳
اَلدّرسُ الاول	(ج)	سورة الانفال	آيات	۲۰	ے	۲۸	۱۷
اَلدّرسُ الثاني	(الف)	سورة الانفال	آيات	۲۹	ے	۳۷	۲۱
اَلدّرسُ الثاني	(ب)	سورة الانفال	آيات	۳۸	ے	۴۴	۲۵
اَلدّرسُ الثاني	(ج)	سورة الانفال	آيات	۴۵	ے	۴۸	۲۹
اَلدّرسُ الثاني	(د)	سورة الانفال	آيات	۴۹	ے	۵۸	۳۲
اَلدّرسُ الثالث	(الف)	سورة الانفال	آيات	۵۹	ے	۶۴	۳۶
اَلدّرسُ الثالث	(ب)	سورة الانفال	آيات	۶۵	ے	۶۹	۳۹
اَلدّرسُ الثالث	(ج)	سورة الانفال	آيات	۷۰	ے	۷۵	۴۲
اَلدّرسُ الرابع	(الف)	سورة الاحزاب	آيات	۱	ے	۸	۴۵
اَلدّرسُ الرابع	(ب)	سورة الاحزاب	آيات	۹	ے	۲۰	۴۹
اَلدّرسُ الرابع	(ج)	سورة الاحزاب	آيات	۲۱	ے	۲۷	۵۴
اَلدّرسُ الخامس	(الف)	سورة الاحزاب	آيات	۲۸	ے	۳۴	۵۷
اَلدّرسُ الخامس	(ب)	سورة الاحزاب	آيات	۳۵	ے	۴۰	۶۰
اَلدّرسُ الخامس	(ج)	سورة الاحزاب	آيات	۴۱	ے	۵۲	۶۴
اَلدّرسُ السادسُ	(الف)	سورة الاحزاب	آيات	۵۳	ے	۵۸	۶۸
اَلدّرسُ السادسُ	(ب)	سورة الاحزاب	آيات	۵۹	ے	۶۸	۷۱
اَلدّرسُ السادسُ	(ج)	سورة الاحزاب	آيات	۶۹	ے	۷۳	۷۴
اَلدّرسُ السابع	(الف)	سورة الممتحنة	آيات	۱	ے	۶	۷۶
اَلدّرسُ السابع	(ب)	سورة الممتحنة	آيات	۷	ے	۱۳	۸۰

اَلدُّرُوْس	اَلْجُزْءُ الثَّانِیْ	اَلصَّفْحَاتُ
	مِنْ هَدْیِ الْحَدِیْثِ	۸۴

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ

موضوعاتی مطالعہ

۱:	قرآن مجید، تعارف، حفاظت، فضائل	۹۵
۲:	اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت	۹۹
۳:	علم کی فرضیت و فضیلت۔	۱۰۵
۴:	زکواۃ، (اہمیت و مصارف)	۱۰۹
۵:	طہارت و جسمانی صفائی	۱۱۲
۶:	صبر و شکر اور ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی	۱۱۵
۷:	عائلی زندگی کی اہمیت	۱۱۸
۸:	ہجرت و جہاد	۱۲۲

مفت تقسیم کے لیے

وضاحت

وزارت تعلیم حکومت پاکستان کے فیصلے کے مطابق تعلیمی سال ۲۰۰۱-۲۰۰۲ اور اس کے بعد کے لیے اس کتاب کے قرآن مجید باترجمہ کے حصے سے سورہ توبہ کو خارج کردیا گیا ہے۔

اب امتحانی نمبروں کی تقسیم حسبِ ذیل ہوگی:

قرآن مجید (بامحاورہ ترجمہ)	۳۵ نمبر
(سورۃ الانفال - سورۃ الاحزاب - سورۃ الممتحنہ)	
احادیث مبارکہ	۱۵ نمبر
موضوعاتی مطالعہ	۲۵ نمبر

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیات ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

(اے محمد! مجاہد لوگ) تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہدو کہ مال غنیمت خدا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

اور اسکے رسولؐ کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو، اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا

رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو ، مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ

کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں یہی سچے

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

مومن ہیں ، اور ان کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

اور عزت کی روزی ہے (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے

وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ﴿٥﴾ يُجَٰدِلُونَكَ فِى

تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی ، وہ لوگ حق بات میں

الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے

يَنظُرُونَ ﴿٦﴾ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا

دیکھ رہے ہیں ، اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے)

لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ

دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی

اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَٰفِرِينَ ﴿٧﴾

بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ (کر پھینک) دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾

تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے ، گو مشرک ناخوش ہی ہوں ۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں

بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا

سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمھاری مدد کرینگے ! اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت

بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ

بنایا تھا کہ تمھارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں ، اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے

عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

ہے ۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اَلْاَنْفَالُ : مالِ غنیمت

اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : اپنے آپس کے تعلقات درست کرو۔

وَجِلَتْ : ڈرتے ہیں / ڈر جاتے ہیں۔ كٰرِهُوْنَ : ناگواری محسوس کرنے والے۔

يُسَاقُوْنَ : وہ ہانکے جاتے ہیں۔ اِحْدَى : ایک (مونث) دَابِرَ : جڑ

تَسْتَغِيْثُوْنَ : تم فریاد کرتے ہو۔ مُرْدِفِيْنَ : لگاتار آنے والے۔

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ : بغیر کانٹے کے / بغیر اسلحے اور قوت کے۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : دو گروہوں سے کیا مُراد ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے ۔

(الف) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص

(ب) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(ج) اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا

✹

مفت تقسیم کے لیے

اَلدَّرسُ الاَوَّلُ (ب)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ :

آیات — ۱۱ تا ۱۹

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ

جب اس نے (تمہاری) تسکین کیلئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی اور تم پر آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ

پانی برسایا تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کر دے اور شیطانی نجاست کو تم سے دُور کر دے۔

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ

اور اس لیے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔ جب تمہارا پروردگار

رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ

فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں،

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ

میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں، تو اُن کے سر مار (کر) اڑا دو

الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اور ان کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ

مفت تقسیم کے لیے

شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی، اور جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ کی

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ

مخالفت کرتا ہے، تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو، اور یہ (جانے رہو) کہ

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ

کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار ہے)۔ اے اہلِ ایمان! جب میدانِ جنگ میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ

کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص جنگ کے روز

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

جا ملنا چاہے، ان سے پیٹھ پھیرے گا (تو سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا

اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انھیں قتل کیا۔ اور (اے محمدؐ)

رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ

جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَ

(احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بیشک خدا سنتا جانتا ہے۔ (بات) یہ (ہے) کہ کچھ شک

اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ

نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینے والا ہے۔ (کافرو) اگر تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو

جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

تو تمہارے پاس فتح آچکی۔ (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ

پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

تمہارے کچھ کام نہ آئیگی، اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

يُغَشِّيْ : وہ ڈھانپ دیتا ہے / طاری کر دیتا ہے۔ اَلنُّعَاسَ : اُونگھ، غنودگی

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ : شیطان کی نجاست۔ اَلْاَعْنَاقِ : گردنیں۔ بَنَانٍ : پور پور، جوڑ جوڑ

زَحْفًا : لشکر کشی کی صورت میں۔ مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ : جنگی چال کے طور پر۔

مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ : کسی فوج سے جا ملنے کے لیے۔

رَمَيْتَ : تو نے پھینکا۔ لِيُبْلِيَ : تاکہ وہ آزمائے۔ مُوْهِنُ : کمزور کرنے والا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ اِس سبق میں غزوۂ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں سورۂ انفال کی اِن آیات میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ کفار کو خطاب کرتے ہوئے اِن آیات میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝

(ب) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

(ج) وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ

اَلدَّرسُ الاَوَّلُ (ج)

سُورَۃُ الاَنفَال :

آیات ۲۰ تا ۲۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو ، اور اس سے رُوگردانی نہ کرو

وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝٢٠ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا

اور تم سُنتے ہو۔ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکمِ خدا) سُن لیا،

وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ

مگر (حقیقت میں) نہیں سُنتے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے

الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٢٢ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا

گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے ، اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سُننے کی

لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٣

توفیق بخشتا ، اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ مُنہ پھیر کر بھاگ جاتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

مومنو! خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم قبول کرو۔ جبکہ رسولِ خدا تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے

لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

میں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور

وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ

یہ بھی کہ تم سب اسکے روبرو جمع کیے جاؤ گے، اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر

ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں، اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ

اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور

تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ

ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی

وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا

اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اس کا) شکر ادا کرو، اے ایمان والو!

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ

نہ تو خدا اور رسولؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو

وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ

اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی

فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

آزمائش ہے، اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

شَرَّ الدَّوَآبِّ : بدترین قسم کے جانور اِسْتَجِيْبُوْا : حکم مانو، پکار کا جواب دو
يَحُوْلُ : حائل ہوتا ہے۔ مُسْتَضْعَفُوْنَ : مغلوب، بے زور
يَتَخَطَّفَ : وہ اچک لے۔
لَا تَخُوْنُوْا : تم خیانت نہ کرو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : شَرَّ الدَّوَآبِّ سے کیا مراد ہے؟
اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِن آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟
اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○

(ب) إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ
الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝

(ج) وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

(د) وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا
مِنكُمْ خَآصَّةً ج

(ه) وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ
فِتْنَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ عِندَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

اَلدَّرسُ الثَّانِی (۱)

سُورَۃُ الاَنفَالِ — آیات ۲۹ تا ۳۷

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّكُمۡ فُرۡقَانٗا

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمھارے لیے امرِ فارق پیدا کر دیگا (یعنی تم کو ممتاز کر دیگا)

وَيُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلۡفَضۡلِ

اور تمھارے گناہ مٹا دے گا اور تمھیں بخش دے گا، اور خدا بڑے فضل

ٱلۡعَظِيمِ ۝٢٩ وَإِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِيُثۡبِتُوكَ أَوۡ

والا ہے۔ اور (اے محمدؐ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمھارے بارے میں چال چل رہے

يَقۡتُلُوكَ أَوۡ يُخۡرِجُوكَۚ وَيَمۡكُرُونَ وَيَمۡكُرُ ٱللَّهُۖ وَٱللَّهُ

تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا وطن سے نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر)

خَيۡرُ ٱلۡمَٰكِرِينَ ۝٣٠ وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتُنَا قَالُواْ قَدۡ

خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں

سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هَٰذَآ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّآ

(یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے، اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا

کی حکایتیں ہیں ۔ اور جب اُنھوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور

السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ

تکلیف دینے والا عذاب بھیج ۔ اور خدا ایسا نہ تھا

لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

کہ جب تک تم اُن میں تھے انھیں عذاب دیتا ۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور

يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ

انھیں عذاب دے ۔ اور (اب) اُنکے لیے کونسی وجہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے جبکہ وہ

يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ

مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں ۔ اسکے

أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾

متولی تو صرف پرہیزگار ہیں لیکن ان میں کے اکثر نہیں جانتے ۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً

اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی ۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو ۔ جو لوگ کافر

كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکیں ، سو ابھی

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ

اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) انکے لیے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہوجائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ

اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تاکہ خدا ناپاک کو

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ

پاک سے الگ کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر

عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ

ایک ڈھیر بنا دے ۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ ع

یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

يُثْبِتُوْا : وہ قید کر دیں — اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ : پہلوں کی کہانیاں

مُكَآءً : سیٹیاں — تَصْدِيَةً : تالیاں

فَيَرْكُمَهٗ : وہ جمع کرے اِسے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں تقویٰ کے کیا اِنعامات بیان ہوئے ہیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : کفّار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کیوں نازل نہ کیا ؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے :

(الف) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

(ب) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۝

اَلدَّرسُ الثَّانِی (ب)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ

آیات ۳۸ تا ۴۴

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ

(اے پیغمبر) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا انہیں معاف کر دیا جائیگا۔ اور اگر

سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے (وہی ان کے حق میں برتا جائیگا)۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ

اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا

لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ

ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر

اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ

رو گردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب

نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ

مددگار ہے۔ اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ۔ اس میں سے پانچواں

لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی

حصّہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور

وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ

محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو

اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ

جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہوگئی اپنے بندے

وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا

(محمدؐ) پر نازل فرمائی ۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ ؕ

کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اتر گیا) تھا اور

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰکِنْ

اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔ لیکن

لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ۬ۙ لِّیَهْلِکَ مَنْ

خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر)

هَلَکَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَ

مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور

إِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ إِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي

کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے۔ اس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو

مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

تھوڑی تعداد میں دکھایا، اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ

(جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وہ

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي

سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔ اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو

أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ

کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا

أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾

تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

مَضَتْ : گزر چکی   يَوْمَ الْفُرْقَانِ : فیصلے کے دن

اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا : وادی کے اِس جانب و کنارے۔

اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى : اُس جانب اس کنارے   الرَّكْبُ : قافلہ

لَفَشِلْتُمْ : تم ضرور ہمت ہار جاتے ، نامردی دکھاتے ۔

يُقَلِّلُ : کم کرکے دکھاتا ہے ، تھوڑا کرکے ۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لیے کس کس خصوصی انعام و احسان کا ذکر فرمایا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ

☼

الدَّرْسُ الثَّانِیْ (ج)

(سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ)

آیات — ۴۵ تا ۴۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا

مومنو جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو

اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۴۵ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو۔ اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کروگے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝۴۶ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ

کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے

خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَ

(یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور

یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ

لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ

مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

گھیرے ہوئے ہے۔ اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ

آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا، اور میں تمہارا رفیق ہوں

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ

(لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہوکر چل دیا اور کہنے لگا

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ

کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو خدا سے

اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾

ڈر لگتا ہے اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

فَاثْبُتُوْا : تو ثابت قدم رہو۔ فَتَفْشَلُوْا : پس تم ہمت ہار جاؤ گے۔

بَطَرًا : اتراتے ہوئے۔ جَارٌ : معاون وحمایتی۔

تَرَآءَتْ : آمنے سامنے ہوئے۔ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ : وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا۔

اَلتَّمَارِیْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : غزوہ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردِ عمل کیا تھا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ

(ب) وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَۚ

(ج) وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝

☼

الدرس الثانی

سورۃ الانفال:

(آیات ۴۹ تا ۵۸)

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا، کہتے

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى

تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ

اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ

رکھتا ہے، تو خدا غالب حکمت والا ہے۔ اور کاش تم اس وقت (کی

يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ

کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں، ان کے مونہوں

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿۵۰﴾

اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں) اور کہتے ہیں کہ اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خدا

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ

بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ جیسا حال فرعونیوں کا ، اور ان سے پہلے لوگوں کا

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

(ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ) انھوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے اُنکے گناہوں کی

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ

سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بے شک خدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اِس لیے

بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ

کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ

حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

بدل ڈالیں خدا اسے نہیں بدلا کرتا۔ اور اِس لیے کہ خدا سُنتا

عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

جانتا ہے۔ جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا)

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ

انھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک

اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ

کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے۔ جانداروں میں

شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ

سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں ، سو وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ

ایمان نہیں لاتے ۔ جن لوگوں سے تم نے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ

عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا

ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے ۔ اگر تم

تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ

ان کو لڑائی میں پاؤ تو انھیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ انکے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ

خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ

جائیں عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو ۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ

خوف ہو تو (ان کا عہد) انھی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع

کچھ شک نہیں کہ خدا دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

غَرَّ : خبط میں ڈالا — عَذَابَ الْحَرِيْقِ : جلنے کا عذاب

لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا : وہ بدلنے والا نہیں۔ كَدَأْبِ : جیسے، عادت، طریقہ

تَثْقَفَنَّ : تم پاؤ — شَرِّدْ : بھگا دو۔ — فَانْبِذْ : پس پھینک دو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سورۂ انفال کی اِن آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کیا ہدایات دیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اِس سبق میں فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے :

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

✵

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

آیات ۵۹ تا ۶۴

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہمکو) ہرگز

يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

عاجز نہیں کرسکتے - اور جہاں تک ہوسکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ

گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں

عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ

اور تمہارے دشمنوں اور اُن کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے ، اور خدا

يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ

جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کروگے اس کا ثواب

اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ

تم کو پورا پورا دیا جائیگا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں

فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

تو تم بھی اسکی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسا رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمھیں کفایت کرے گا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ

وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی، اور ان کے

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

دلوں میں الفت پیدا کردی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے

مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ

دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے۔ مگر خدا ہی نے ان میں الفت ڈال دی

اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ

بےشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے نبیؐ! خدا تم کو اور مومنوں کو

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اَعِدُّوْا : تیار کرو لَا یُعْجِزُوْنَ : وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے، وہ عاجز نہیں کر سکتے۔

یُوَفَّ : پورا کیا جائے گا جَنَحُوْا : وہ مائل ہوئے۔ لِلسَّلْمِ : صلح کے لیے

اَیَّدَ : اس نے تائید کی حَسْبُكَ اللّٰهُ : تجھ کو کافی ہے اللہ۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

(ب) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ

(ج) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ :

(آیات ۶۵ تا ۶۹)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ

اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو - اگر تم میں

مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو کافروں پر غالب رہیں گے - اور اگر

مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ

سو (ایسے) ہونگے تو ہزار پر غالب رہیں گے - اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ

کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے - اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کرلیا

اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے - پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہونگے

يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ

تو دو سو پر غالب رہیں گے - اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر

بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ

غالب رہیں گے۔ اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔ پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اسکے قبضے

يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ۗ تُرِيْدُوْنَ

میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ

عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾

دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ

اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اسکے بدلے تم پر بڑا

عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ

عذاب نازل ہوتا۔ تو جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لیے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

رہو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

حَرِّضْ : شوق دلاؤ۔ ابھارو　　اَسْرٰى : قیدی

يُثْخِنَ : وہ خوں ریزی کرے۔ کچل ڈالے۔　　عَرَضَ الدُّنْيَا : دنیا کے فائدے

اَلتَّمَارِينُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لیے کیا ترغیب دی ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

الدرس الثالث (ج)

سورۃ الانفال:

آیات ۷۰ تا ۷۵

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ

اے پیغمبر! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو اگر خدا تمہارے دلوں میں

فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائیگا اور تمہارے گناہ بھی

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا

معاف کردیگا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی

اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ إِنَّ

خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے انکو (تمہارے) قبضہ میں کر دیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے۔ جو لوگ

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ

وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے

أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن

کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت

وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ

نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے

فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم

معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔ مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں

مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

(صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں (وہ

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي

بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا

الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا

ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے

وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ

اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾

کی۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہی میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کے رو سے ایک دوسرے کے

فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع

زیادہ حقدار ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اٰوَوْا : جگہ دی ، پناہ دی اِسْتَنْصَرُوْا : انھوں نے مدد چاہی۔

اُولُوا الْاَرْحَامِ : خون کے رشتہ دار

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال کی ان آیات میں کن کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم لکھیے :

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

الدرس الرابع (الف)

سورۃ الاحزاب

(آیات ۱ تا ۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے پیغمبر! خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ

بے شک خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو (کتاب) تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی

رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ

ہے اُسی کی پیروی کیے جانا۔ بیشک خدا تمہارے سب عملوں سے خبردار ہے۔ اور خدا پر بھروسا رکھنا اور

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ

خدا ہی کارساز کافی ہے۔ خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور

جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

نے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا - یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور خدا تو

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔ مومنو! لے پالکوں کو ان کے (اصلی) باپوں

اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

کے نام سے پکارا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک یہی درست بات ہے۔ اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں

وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ

تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہو گئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اَلنَّبِيُّ

جو قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغمبر مومنوں پر

اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا

ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپس میں کتاب اللہ کی رو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ

حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے)۔ یہ حکم کتاب

فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ

(یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور

مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا

تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسٰی سے اور مریم کے بیٹے عیسٰی سے اور

مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۷﴾ لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ

عہد بھی ان سے پکّا لیا۔ تاکہ سچ کہنے والوں سے انکی سچائی کے بارے میں دریافت

وَاَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۸﴾

کرے اور اس نے کافروں کے لیے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

جَوْفِهٖ : دھڑ، پہلو

تُظٰهِرُوْنَ : تم ظہار کرتے ہو

اَدْعِیَآءَ : مُنہ بولے بیٹے

اَفْوَاهِ : مُنہ (جمع)

اُدْعُوْهُمْ : انھیں پکارو

اَقْسَطُ : زیادہ منصفانہ بات

تَعَمَّدَتْ : اُس (عورت) نے ارادہ کیا۔

اَوْلٰی : مقدم، زیادہ حق رکھنے والا

اُولُوا الْاَرْحَامِ : رشتے دار

مَسْطُوْرًا : لکھا ہوا

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سبق کی ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن باتوں کی تلقین کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : اس سبق کی آیات میں منہ بولے بیٹوں کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

(ا) مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ

(ب) وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

(ج) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۔

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۹ تا ۲۰)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ

مومنو! خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اس نے) تم پر (اس وقت کی) جب فوجیں تم پر

جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

(حملہ کرنے کو) آئیں۔ تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کیے) جنکو تم دیکھ نہیں

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ

سکتے تھے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا انکو دیکھ رہا ہے۔ جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں، اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ

گئے۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢﴾ وَإِذْ

بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا

قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ

اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لیے (ٹھیرنے کا)

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ

مقام نہیں تو لوٹ چلو۔ اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ اور اگر فوجیں

عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا

اطراف مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لیے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لیے

بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا

بہت ہی کم توقف کریں۔ حالانکہ پہلے خدا سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں

يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن

گے۔ اور خدا سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اس) کی ضرور پرسش ہوگی۔ کہہ دو کہ اگر تم مرنے

يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا

یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم

تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ

فائدہ اٹھاؤ گے۔ کہہ دو اگر خدا تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ

تم کو اس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنی چاہے (تو کون اسکو ہٹا سکتا ہے)

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

اور یہ لوگ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ خدا تم میں سے اُن لوگوں

الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا

کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس

يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ

چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔ (یہ اس لیے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں۔ پھر

الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

جب (ڈر کا وقت) آئے تو تم انکو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز

بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا

زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں۔ یہ لوگ (حقیقت میں)

فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾

ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے انکے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ خدا کو آسان تھا۔

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ

(خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں۔ اور اگر لشکر آ جائیں

يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ

تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبریں پوچھا کریں

أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾

اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

زَاغَتْ : ٹیڑھی ہو گئی۔ پھر گئی	اَلْحَنَاجِرَ : گلے
اُبْتُلِيَ : آزمائے گئے	عَوْرَةٌ : غیر محفوظ، کھلے
اَقْطَارِ : اطراف	مَا تَلَبَّثُوْا : انھوں نے توقف نہ کیا
يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ : وہ پیٹھ پھیرتے ہیں۔	تُمَتَّعُوْنَ : تمہیں فائدہ دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔
يَعْصِمُ : بچاتا ہے یا بچائے گا	اَلْمُعَوِّقِيْنَ : رکاوٹیں ڈالنے والے، منع کرنے والے

هَلُمَّ : آؤ — أَشِحَّةً : سخت بخیل۔

تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ : ان کی آنکھیں گھومتی ہیں، پھر رہی ہیں۔

يُغْشٰى : غشی طاری ہوتی ہے۔ — سَلَقُوْكُمْ : تم سے زبان درازی کریں گے۔

حِدَادٍ : تیز — اَحْبَطَ : ضائع کر دیا۔

اَلْاَحْزَابُ : گروہ (واحد: حِزْبٌ) — بَادُوْنَ : باہر رہنے والے

اَلْاَعْرَابِ : بدو — اَنْبَآءِ : خبریں (واحد: نَبَأٌ)

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سبق کی آیات کی روشنی میں بتایئے غزوۂ احزاب میں اہلِ ایمان کو اللہ کی تائید و نصرت کیسے حاصل ہوئی؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : غزوۂ احزاب کے دوران آزمائش کی گھڑیوں میں اہلِ ایمان اور منافقین کا طرزِ عمل کیا تھا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : ان آیات میں، جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں (اَلْمُعَوِّقِيْنَ) کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ :

(آیات ۲۱ تا ۲۷)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے

يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ

آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو - اور جب مومنوں نے (کافروں کے)

الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ

لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اسکے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اسکے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ

پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی - مومنوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ

کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا - تو ان میں

مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے قول کو ذرا بھی نہیں بدلا

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

تاکہ خدا سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے ، یا

إِنْ شَآءَ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

(چاہے) تو ان پر مہربانی کرے ۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى

اور جو کافر تھے ان کو خدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے ۔ اور

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَأَنْزَلَ

خدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا ۔ اور خدا طاقت ور (اور) زبردست ہے ۔ اور اہل کتاب

الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے اتار دیا اور

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَأْسِرُوْنَ

ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی ۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید

فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا

کر لیتے تھے ۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مال اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں

لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا ۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

زَادَ : زیادہ ہوگیا	تَسْلِيْمًا : سرِ تسلیم خم کرنا۔ سپردگی
نَحْبَ : نذر	رَدَّ : لوٹا دیا۔ پھیر دیا
لَمْ يَنَالُوْا : حاصل نہ کرکے	ظَاهَرُوْا : انھوں نے ساتھ دیا
صَيَاصِيْهِمْ : انکی گڑھیاں۔ انکے قلعے	قَذَفَ : ڈالا۔ پھینکا
تَأْسِرُوْنَ : تم اسیر بناتے ہو	أَوْرَثَ : وارث بنایا۔
لَمْ تَطَئُوْهَا : تم نے پامال نہ کیا	

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْأَوَّلُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں :

(أ) : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(ب) : فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

(ج) : وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ

☼

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ :

(آیات ۲۸ تا ۳۴)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی

وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ

اور اگر تم خدا اور اس کے پیغمبرؐ اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلبگار ہو تو تم میں

اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ

جو نیکوکاری کرنے والی ہیں ان کے لیے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے ۔ اے پیغمبرؐ کی

النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ

بیویو تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ (الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی) حرکت کرے گی،

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اس کو دونی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے ۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو تم میں سے خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبردار رہے گی اور عمل نیک کرے گی اس

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

کو ہم دونا ثواب دیں گے۔ اور اس کے لیے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے پیغمبرؐ کی بیویو

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

باتیں نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید نہ پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اس کے رسولؐ کی

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ

اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔ اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی

بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

میں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔ بے شک خدا باریک بین اور باخبر ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

تُرِدْنَ : تم چاہتی ہو — تَعَالَيْنَ : تم آؤ

اُمَتِّعْكُنَّ : میں تمھیں کچھ مال دوں — اُسَرِّحْكُنَّ : میں تمھیں رخصت کروں۔

سَرَاحًا : رخصتی — اَعَدَّ : تیار کیا — ضِعْفَيْنِ : دوگنا

يَقْنُتْ : فرماں برداری کرتا ہے یا کرے گا — اَعْتَدْنَا : ہم نے مہیا (تیار) کر رکھا ہے۔

لَسْتُنَّ : تم (مؤنث) نہیں ہو — اِنِ اتَّقَيْتُنَّ : اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ : دبی زبان سے (نرم لہجے میں) بات نہ کرو۔

قَرْنَ : (تم (مؤنث) ٹھہری رہو — لَا تَبَرَّجْنَ : زینت (سج دھج) نہ دکھاتی پھرو۔

اَلرِّجْسَ : ناپاکی — لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ : تم سے دور کرے / لے جائے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق کی آیات کے حوالے سے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ النبیؐ کو کن دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو کن احکام و آداب کی تلقین فرمائی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(ا) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (ب) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

(ج) وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

(آیات ۳۵ تا ۴۰)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ

(جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن

وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راستباز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ

اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے خدا نے بخشش

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ

اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر

رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ

کر دیں تو وہ اِس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں ۔ اور جو کوئی خدا اور اس

اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴿٣٦﴾ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ

کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا ۔ اور جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ

احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے ۔ اور خدا سے

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللَّهُ

ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے ۔ حالانکہ خدا

أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا

اسکا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو

لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ

طلاق دیدی) تو ہم نے تم سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کے لیے انکے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کے ساتھ نکاح

إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى

کرنے کے بارے) میں جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دیدیں) کچھ تنگی نہ رہے ۔ اور خدا کا حکم واقع

النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا

ہو کر رہنے والا تھا پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو خدا نے ان کے لیے مقرر کر دیا ۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی

مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿٣٨﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ

خدا کا یہی دستور رہا ہے۔ اور خدا کا حکم ٹھہر چکا ہے ۔ اور جو خدا کے پیغام (جوں کے توں)

رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفٰى

پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور خدا ہی حساب کرنے

بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

کو کافی ہے ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں ، بلکہ خدا کے پیغمبر

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے

شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع

واقف ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اَلْقٰنِتٰتِ : مطیع فرمانبردار عورتیں — اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ : صدقہ دینے والے

اَلْخِيَرَةُ : اختیار — اَمْسِكْ : تو روک رکھ

تُخْفِيْ : تو چھپاتا ہے — مُبْدِيْ : ظاہر کرنے والا

وَطَرًا : حاجت — خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ : آخری نبی

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْأَوَّلُ : اس سبق میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے کیا اوصاف بیان ہوئے ہیں اور اس کے لیے انھیں کس اجر کی نوید سنائی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلوں کے بارے میں اہلِ ایمان کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ: اس سبق میں حضرت زیدؓ کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کی وضاحت کریں۔

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں :

(ا) : وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

(ب) : مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

(ج) اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۴۱ تا ۵۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱ وَّسَبِّحُوْهُ

اے اہلِ ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کرو ، اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۴۲ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰۤىِٕكَتُهٗ

اس کی پاکی بیان کرتے رہو ، وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے - اور خدا مومنوں پر مہربان

رَحِيْمًا ۝۴۳ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝۴۴

ہے - جس روز وہ اس سے ملیں گے انکا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۴۵ وَّ

اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے - اور

دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝۴۶ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن - اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو

بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

کہ اُن کے لیے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہا

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

نہ ماننا اور نہ اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز

وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

کافی ہے۔ مومنو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرکے اُن کو ہاتھ لگانے (یعنی ان کے پاس جانے)

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾

عدت پوری کراؤ۔ ان کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کردو۔

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوٰجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا

اے پیغمبر ہم نے تمہارے لیے تمہاری بیویاں جن کو تم نے انکے مہر دے دیے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

جو خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَأَةً

بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں)

مُؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا

اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تئیں پیغمبر کو بخشدے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا

نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن) یہ اجازت (اے محمدؐ) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے انکی بیویوں

عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کردیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لیے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی

عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥٠ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ

طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو

مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کردیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کرلو تو

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اس لیے ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

نہ ہوں۔ اور جو کچھ تم ان کو دو اسے لے کر سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝٥١ لَا يَحِلُّ لَكَ

ہے خدا اسے جانتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور بردبار ہے۔ (اے پیغمبرؐ) ان کے سوا

النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ اِن بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ اُن کا حسن تم کو (کیسا

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ط

ہی) اچھا لگے ، مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تمکو اختیار ہے)

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾ ع

اور خدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا : صبح شام — تَحِيَّتُهُمْ : تحفہ و دُعا

يَلْقَوْنَ : وہ ملیں گے — سِرَاجًا مُّنِيْرًا : روشن چراغ

تَعْتَدُّوْنَ : تم عِدّت پُوری کراتے ہو — وَهَبَتْ : اس (مؤنث) نے ہبہ کیا

اَنْ يَّسْتَنْكِحَ : کہ وہ نکاح کرنا چاہے — تُرْجِيْ : الگ رکھیں

تُؤْوِيْ : تو اپنے پاس جگہ دے — عَزَلْتَ : تُو نے علیحدہ کیا

اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ : کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (قرار پائیں)

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام و منصب بیان کیا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِس سبق میں طلاق کا کیا خاص حکم بیان ہوا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اِن آیات میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نکاح کے کیا خصوصی ضوابط بیان کیے ؟

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۵۳ تا ۵۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ

مومنو پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لیے اجازت دی

لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا

جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ

کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو

كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ

ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کہنے سے شرم نہیں کرتا

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ

اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا

یہ تمہارے اور انکے دونوں کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ

کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ اِن کی بیویوں سے کبھی اِن کے بعد نکاح کرو۔ بے شک

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿٥٣﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ

یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو مخفی رکھو تو (یاد رکھو کہ)

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ

خدا ہر چیز سے باخبر ہے۔ عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ

وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ

گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ

اپنے بھانجوں سے اور نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے۔ اور (اے عورتو) خدا

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَ

سے ڈرتی رہو۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ خدا اور اس

مَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر درود اور

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ

سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر کو

رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

رنج پہنچاتے ہیں اُن پر خدا دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اُس نے

مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے ، جو

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

انھوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں۔ تو اُنھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اِنٰهُ : اس (کھانے) کے تیار ہونے کا وقت۔ دُعِيْتُمْ : تمہیں بُلایا جائے۔

طَعِمْتُمْ : تم نے کھانا کھا لیا۔ اِنْتَشِرُوْا : تم منتشر ہو جاؤ۔

مُسْتَاْنِسِيْنَ : جی لگاتے ہوئے۔ يُؤْذِيْ : وہ ایذا دیتا ہے۔

يَسْتَحْيِيْ : وہ شرماتا ہے۔ اِحْتَمَلُوْا : اُنھوں نے بوجھ اُٹھایا ، اپنے سر لیا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : ان آیات میں اہلِ ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں کیا ادب سکھایا گیا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : رسولِ اکرمؐ کے ہاں کھانے کی دعوت پر آنے والوں کو کن آداب کی تعلیم دی گئی ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی کیا اہمیت ہے اور اس کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے؟

☼

الدَّرسُ السَّادِسُ (ب)

سُورَةُ الاَحزَاب

(آیات ۵۹ تا ۶۸)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ

(باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لیے موجب

فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی انکو ایذا نہ دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى

دلوں میں مرض ہے، اور جو (مدینے کے شہر میں) بری بری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار)

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۖۛ ﴿۶۰﴾

سے باز نہ آئیں گے تو ہم تم کو انکے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن؛

مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ

(وہ بھی) پھٹکارے ہوئے۔ جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مار ڈالے گئے۔ جو لوگ

اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

پہلے گزر چکے ہیں انکے بارے میں بھی خدا کی یہی عادت رہی ہے۔ اور تم خدا کی عادت میں تغیر و تبدل

تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾ یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

نہ پاؤ گے۔ لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ﴿۶۳﴾

خدا ہی کو ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ

بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور انکے لیے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ابدالآباد

اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۶۵﴾ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے

فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَ

جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔ اور

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ﴿۶۷﴾

کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ﴿۶۸﴾ ع

اے ہمارے پروردگار ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

يُدْنِيْنَ : نیچے کر لیا کریں۔

جَلَابِيْب : چادریں (واحد جِلْبَابٌ)

اَنْ يُّعْرَفْنَ : کہ وہ پہچان لی جائیں

اَلْمُرْجِفُوْنَ : افواہیں پھیلانے والے

لَنُغْرِيَنَّكَ : ہم تجھے پیچھے لگا دیں گے

لَايُجَاوِرُوْنَ : وہ پڑوس میں نہ رہ سکیں گے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ : تجھے کیا خبر

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق کی آیات میں مسلمان عورتوں کو پردے کے سلسلہ میں کیا ہدایات دی گئی ہیں اور اس کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِن آیات میں منافقینِ مدینہ کو کیا تنبیہ کی گئی ہے اور انھیں کیا وعید سُنائی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : قرآنِ حکیم کی اِن آیات میں قیامت کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

اَلدَّرسُ السَّادِسُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

(آیات ۶۹ تا ۷۳)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ

مومنو تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسٰی کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے

اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔ مومنو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

خدا سے ڈرا کرو۔ اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمھارے اعمال درست کر

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ

دے گا اور تمھارے گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کریگا

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ

تو بے شک بڑی مراد پائیگا۔ ہم نے (بارِ) امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو

وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا

الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝٧٢ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا ۔ تاکہ خدا منافق مردوں

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور خدا

عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٧٣ۧ

مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے ۔ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

بَرَّاَ : اس نے بے عیب ثابت کیا۔ برأت کی۔ وَجِيْهًا : باعزت، صاحبِ وجاہت

قَوْلًا سَدِيْدًا : سیدھی بات۔ غیر مبہم جس میں کوئی پیچیدگی باقی نہ رہے اور جس کا مفہوم واضح ہو۔

عَرَضْنَا : ہم نے پیش کیا اَشْفَقْنَ : وہ ڈر گئیں

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا : بڑا ظالم اور جاہل۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق کی آیات میں اہل ایمان کو حضرت موسیٰؑ کی مثال دے کر کیا بات سمجھائی گئی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کا مفہوم بتایئے اور ہمارے لیے اِس میں کیا رہنمائی ہے ؟

☼

الدرس السابع (الف)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

(آیات - ۱ تا ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

مومنو اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لیے (مکے سے) نکلے ہو تو میرے اور

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں۔ تم

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ

ان کی طرف پوشیدہ پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ

جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ

اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا - اگر یہ کافر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

تم پر قدرت پالیں تو تمھارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لیے تم پر ہاتھ (بھی) چلائیں اور

وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ

اور زبانیں (بھی) اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ - قیامت کے دن نہ تمھارے

اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ

رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد - اُس روز وہی تم میں فیصلہ کریگا .

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے - تمھیں ابراہیم اور ان کے رفقا کی نیک چال

فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا

چلنی (ضرور) ہے - جب انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا

ان (بتوں) سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں (اور) تمھارے (معبودوں کے کبھی)

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

قائل نہیں (ہو سکتے) اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت

وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ

اور دشمنی رہے گی - ہاں ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کے لیے مغفرت مانگوں گا

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ

اور میں خدا کے سامنے آپ کے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا - اے ہمارے پروردگار تجھ ہی پر ہمارا بھروسا ہے

اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ جانا ہے - اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے

كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۵ لَقَدْ

عذاب نہ دلانا - اور اے پروردگار ہمارے ہمیں معاف فرما - بیشک تو غالب حکمت والا ہے - تم مسلمانوں

كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ

کو یعنی جو کوئی خدا (کے سامنے جانے) اور روزِ آخرت (کے آنے) کی امید رکھتا ہو اُسے ان لوگوں کی نیک

الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۶ ع

چال چلنی (ضرور) ہے - اور جو روگردانی کرے تو خدا بھی بے پروا اور سزاوارِ حمد و ثنا ہے -

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

تُلْقُوْنَ : تم ڈالتے ہو — تُسِرُّوْنَ : تم چھپاتے ہو

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ : اگر وہ تم پر قابو پا جائیں — بُرَءٰٓؤُا : بے زار

يَرْجُوْا : وہ امید رکھتا ہے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : قرآنِ حکیم کی اِن آیات کی روشنی میں اہلِ ایمان کا اسلام دشمن کافروں کے ساتھ کیا رویّہ ہونا چاہیے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي : اس سبق میں دشمنانِ حق کی کن باتوں کے سبب انہیں دوست اور رازدان بنانے سے منع کیا گیا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : جب اہلِ کفر مسلمانوں پر غلبہ پا لیتے ہیں تو ان کا اہلِ ایمان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے کس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے؟

الدرس السابع (ب)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

(آیات ۷ تا ۱۳)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ

عجب نہیں کہ خدا تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو دوستی پیدا

مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ

کر دے اور خدا قادر ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔ جن لوگوں نے

عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا۔ خدا تو انصاف

الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ خدا انہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین

الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ

کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد

أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ⑨

کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو اُن کی

فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ

آزمائش کرلو (اور) خدا تو اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ سو اگر تم کو معلوم ہو کہ

مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ

مومن ہیں تو اُن کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو۔ کہ نہ یہ ان کو حلال ہیں اور نہ

وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ

وہ اُن کو جائز۔ اور جو کچھ انھوں نے (ان پر) خرچ کیا ہو وہ ان کو دیدو۔ اور تم پر کچھ گناہ

عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا

نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کرلو اور کافر عورتوں کی

تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا

ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دے دو) اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہو تم ان سے طلب

مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

کرلو اور جو کچھ انھوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کرلیں۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کئے دیتا ہے

حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ

اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس

فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا

چلی جائے (اور اس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) پھر تم ان سے جنگ کرو اور ان سے تم کو غنیمت ہاتھ لگے تو جن کی عورتیں

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

چلی گئی ہیں ان کو (اس مال میں سے) اتنا دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور خدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو۔ اے پیغمبر

إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ

جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے ساتھ نہ تو شرک کریں

بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ

گی، نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ

گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی، اور نہ

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے خدا سے

اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

بخشش مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ مومنو! ان لوگوں سے جن پر

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ

خدا غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیونکہ) جس طرح کافروں کو مُردوں (کے جی اُٹھنے) کی اُمید نہیں

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾

اُسی طرح اِن لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی اُمید نہیں ۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

عَادَيْتُمْ : تم نے دشمنی مول لی۔	اَنْ تَبَرُّوْا : کہ تم نیکی (بھلائی) کرو
ظٰهَرُوْا : انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔	فَامْتَحِنُوْهُنَّ : پھر تم ان کی آزمائش کرلو
حِلٌّ : حلال	عِصَمِ : عورت وناموس
اَلْكَوَافِرِ : کافر عورتیں	فَعَاقَبْتُمْ : پھر تمھاری نوبت آئے
يُبَايِعْنَ : وہ بیعت کرتی ہیں	قَدْ يَئِسُوْا : وہ مایوس ہوگئے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِن آیات کی روشنی میں بتایئے اللہ تعالیٰ نے کس طرح کے کفار کے ساتھ عدل واحسان کی اجازت دی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرکے آنے والی مومن عورتوں کے بارے میں اہلِ ایمان کو کیا تلقین فرمائی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن عورتوں سے کن باتوں پر بیعت لینے کے لیے کہا گیا ہے؟

☼

حصہ دوم

مِنْ هَدْیِ الْحَدِیْثِ

۱۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَآءِ الْاِسْتِغْفَارُ

ترجمہ: سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لاالٰہ الاّاللہ اور بہترین دُعا استغفار ہے۔

تشریح: حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کو سب سے فضیلت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں استغفار یعنی اللہ کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے کو سب سے فضیلت والی دعا قرار دیا گیا ہے۔

حدیث کے پہلے حصے میں ارشاد ہے اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں لفظ الٰہ سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے، جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہو وہ اللہ ہی کی ذات ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں عقل اور بصیرت عطا کی، ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے قول اور فعل سے اسی ذات کو الٰہ مانیں، اسی کی عبادت کریں اور اسی سے سب سے زیادہ محبت کریں۔

حدیث کے دوسرے حصے میں ارشاد ہے اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ یعنی بہترین دعا اللہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی معافی مانگنا ہے۔ انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہری رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے کیونکہ اخروی نجات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں

اور گناہوں کو معاف نہ کر دے۔ اب اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کا اظہار کرتا رہے۔

۲۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

تشریح: انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔ اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ انسان کی اسی بنیادی ضرورت کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے اس حدیث میں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازمی قرار دیا ہے۔

انسان اس وقت تک اپنے مقام اور اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جان نہیں سکتا جب تک وہ علم کی جستجو کی راہ پر گامزن نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے متعلق جواب دہی کرنی ہے اس لیے ہر نیکی اور گناہ کا، اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تب ہی ہم دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔

۳۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔

تشریح: قرآن حکیم کلام الٰہی ہے جس کا موضوع انسان ہے۔ یہ کتاب محض نماز روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی رکھتی ہے۔ ہم آخرت میں بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے

میں نہیں ڈھال لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں، سمجھیں اور عملی زندگی میں اس کی پیروی کریں نیز دوسروں کو اس کا پیغام پہنچائیں اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

۴۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَابًا مِّنَ الْعَافِیَۃِ ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا

تشریح: نبی کریم ﷺ محسن انسانیت ہیں۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا، اپنی زندگی اور عمل سے ہمارے لیے اسوۂ حسنہ پیش کیا، انسان پر حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔ قرآن حکیم میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے۔ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی ہمیں اللہ کی طرف سے بھی تاکید ہے۔ درود بھیجنے کا صلہ نبی ﷺ نے خود اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

۵۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ ہو جائے، جو میں لایا ہوں۔

تشریح: انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ارادہ و اختیار کے باوجود برائی یا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللہ کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس

حدیث مبارکہ میں اطاعت رسول ﷺ کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے "جس نے میرے نبی ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی"۔

۲۔ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللہ کے لیے روکا، تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں :۔

۱۔ انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے۔

۲۔ کسی سے بغض رکھے تو محض اللہ کے لیے۔

۳۔ انسان کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لیے۔

۴۔ اور کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روک لے تو وہ بھی محض اللہ کے لیے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ان چاروں اعمال کو ایمان کی تکمیل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ انسان سے بے حد محبت رکھتا ہے لہٰذا انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی محبتوں اور الفتوں کا مرکز اللہ کی ذات ہی کو رکھے۔ دنیا میں جس سے محبت رکھے محض اللہ کی رضا کے لیے۔ اس کے علاوہ اوّل تو کسی سے بغض نہ رکھے اور اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے، لہٰذا جب کسی سرکش و ظالم کو اللہ پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں؟ اس کے علاوہ اگر کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریاکاری یا دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو اور اگر کسی سے ہاتھ روکیں تو محض اس لیے کہ اس سے اللہ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا ہو۔

۷۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔

تشریح: انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔ اس بنا پر انسان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اپنے خالق کی صفات پیدا کرے اور اپنے قول و فعل سے ان کا اظہار بھی کرے۔ مثلاً اللہ کی صفت ہے کہ وہ عادل ہے اس لیے انسان عدل کرے، اللہ درگزر کرتا ہے انسان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرے۔

رحم کرنا اللہ کی سب سے غالب صفت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں خاص طور پر اس صفتِ رحمت پر زور دیا گیا ہے۔ رحم کے زیادہ حق دار ہمیشہ چھوٹے ہوا کرتے ہیں اور بالعموم بڑے عزت و تکریم کے حق دار ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ نے اتنی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ میرے سایہ شفقت سے محروم رہے گا۔

۸۔ اَلرَّاشِيُ وَالْمُرْتَشِيُ فِي النَّارِ۔

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔

تشریح: رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے، جب عدل و انصاف ختم ہو جائے۔ اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔ کسی قوم کی یہ حالت اس کے معاشرتی بگاڑ اور ظلم کی ایک نہایت خراب صورت ہے۔ جس معاشرے میں انسانوں کے جائز حقوق کی راہ میں ظالم اہل کاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، وہاں امن و سکون بھلا کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اسی لیے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں ہی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں۔ یہاں پر توجہ طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والے کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ جس سے واضح ہوا رشوت دینے والا بھی اس گناہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔

۹۔ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَىٰ غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيْ رَدٰى فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ۔

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی لونٹ کنوئیں میں گر رہا ہو اور وہ اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا ایک بڑا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص کسی جھوٹے اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دیتا ہے وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کی تفریق کے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں، اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں، چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰۔ اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً۔

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

تشریح: انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔ جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران حسنِ خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر اور باطن مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

حسنِ خلق ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جاسکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعوتِ حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور پر صرف حسنِ خلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو زیر کیا۔ ویسے تو حسنِ خلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو اپنانا چاہیے۔ مگر مسلمانوں کے لیے تو حضور اکرم ﷺ نے حسنِ خلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ حسنِ اخلاق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ، اس کے رسول ﷺ، اپنے نفس اور مخلوقِ خدا

کے ساتھ ایک مسلمان کے طرز عمل اور رویے کا نام ہے۔ اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا ہے اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے تو اسے حسنِ اخلاق کہا جائے گا اور اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا نہیں تو اس کو برا اخلاق کہا جائے گا۔

۱۱۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھادیا اس نے گویا دین کو ڈھادیا۔

تشریح: اس حدیث میں دین کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کا ستون نماز ہے۔ جس نے اس ستون کو قائم رکھا گویا اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا۔ اور جس نے اس ستون کو گرادیا، تو اس نے گویا پورے دین ہی کی عمارت کو ڈھادیا۔ اس سے نماز کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ ایمان کے امتحان کا موقع آتا ہے۔ مؤذن اسے نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے اگر وہ اس پکار پر لبیک کہتا ہے۔ تو گویا وہ اپنے ایمان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز ہی وہ عمل ہے، جس کے ذریعے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ قائم رہتا ہے جو ترک نماز سے کمزور ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

ترجمہ: جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے یہ کہا "خاموش ہو جاؤ" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو تم نے فضول بات کی۔

تشریح: علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ علم کی بات کو خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسے توجہ سے سنا جائے، اگر کوئی بات دھیان سے سنی ہی نہ جائے تو اسے سمجھنا بھی ناممکن ہو گا۔ اور پھر اس پر عمل کیونکر ہو سکے گا۔

چنانچہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ جمعہ کا خطبہ جو کہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں رہنمائی کا ذریعہ ہے اسے خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ اس حدیث میں ایک اور اشارہ ہے کہ جمعہ کے خطبے کے دوران یہ بھی روا نہیں کہ اس دوران اگر کوئی شخص بول رہا ہو تو اسے منع کیا جائے۔ کیونکہ اس سے بھی لوگوں کی توجہ دوسری طرف منتقل ہو سکتی ہے اور ان کے سننے کا عمل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِتَّخَذَ جَسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر گیا (گویا) اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔

تشریح: اس حدیث میں آداب جمعہ، آداب مجلس، احترام انسانیت، تہذیب و سلیقہ اور نظم و ضبط کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ معاشرت کی مندرجہ بالا تمام خوبیوں کے بارے میں ایک جامع تعلیم دینے کے لیے آداب نماز جمعہ کو موضوع بنایا گیا ہے کہ جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو بعد میں آنے والے پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں کیونکہ یہ بات آداب مجلس کے خلاف ہے اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے احترام کے بھی خلاف ہے نیز تہذیب و سلیقہ کے بھی منافی ہے۔ لہٰذا شائستگی کے ساتھ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

۱۴۔ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

ترجمہ: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اطمینان (اور وقار) سے چلتے ہوئے آؤ۔ جو (نماز) تمہیں ملے اسے ادا کر لو۔ اور جو تم سے رہ جائے، تو اسے پورا کر لو۔

تشریح: اس حدیث میں باجماعت نماز کے آداب کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ اوّل تو ہم باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے وقت پر مسجد پہنچیں اور تکبیر اولیٰ میں شریک ہوں اور بالفرض کسی

مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص تکبیر اولیٰ سے رہ جائے یا مسجد میں تاخیر سے پہنچے اور نماز ادا ہو رہی ہو تو بھاگتے دوڑتے جماعت میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہر ممکن وقار اور متانت کا خیال رکھنا چاہیے۔ سلیقہ یہ ہے کہ شائستگی کے ساتھ چل کر آرام سے جماعت میں شامل ہو جائیں۔ جتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ نصیب ہو جائیں ان کو جماعت کے ساتھ پورا کرلیں باقی کو بعد میں پورا کر لیا جائے لیکن بھاگتے دوڑتے اس لیے جانا کہ جلدی سے جماعت میں شریک ہو جائیں اور کوئی رکعت چھوٹ نہ جائے یہ ناشائستہ عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور خانہ خدا کے آداب اور انسانی وقار کے خلاف ہے۔

۱۵۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ اِيْمَاناً وَّاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ: جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں قیام کیا۔ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح: روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لیے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا جاسکتا ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کر دیے گئے ہیں۔ اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہِ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۱۶۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ

ترجمہ: روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح: روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجبِ راحت اور آخرت میں باعثِ رحمت ہے۔ روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن افطار کے وقت اس کے لیے ایک خوشی کا سامان ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آخرت میں جب وہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی کوئی حد نہ ہو گی۔

۱۷۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَقَضٰى مَنَاسِكَهٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج اور اس کے مناسک (پورے) ادا کیے اور مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح: حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ حج کے سلسلے میں مکہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ اس موقع پر صبر و تحمل، عفو و درگزر اور ایثار سے کام لیا جائے۔ اپنے کسی مسلمان بھائی کی زبان سے دل آزاری کی جائے نہ ہاتھ سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔ اس حدیث میں یہی بات کہی گئی ہے کہ جو حج اس اہتمام سے کیا جائے گا، اس کے نتیجے میں انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

۱۸۔ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

ترجمہ: جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے، اللہ نے اسے آگ پر حرام کر دیا۔

تشریح: بندہ اپنے رب کی خوشنودی کے لیے جو بھی مشقت اور تکلیف برداشت کرتا ہے، اس پر

اس کے لیے اجر ہے۔ اور جو قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے، وہ اس کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کا باعث بنتا ہے۔ علم کی طلب، نماز کی ادائیگی، مسلمان بھائی کی مدد یا عیادت وغیرہ کے لیے اپنے قدم غبار آلود کرنا بھی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے نکلے تو اس کے ہر قدم پر نیکی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے عزم سے چلے، تو یہ ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ اس راستے میں اس کے غبار آلود ہونے والے قدموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔

۱۹۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

تشریح: ذمہ داری اور نگہبانی ایک ایسا فرض ہے، جو کسی بھی انسان کے لیے معاف نہیں ہے۔ حکمران اپنی رعایا کے حقوق کی نگہداشت اور ان کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں، حتّٰی کہ کسی دفتر کا ایک کارکن بھی اپنے کاموں کا ذمہ دار ہے اور اس سلسلے میں اسے بھی اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو دیانت اور محنت سے ادا کریں۔

۲۰۔ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ۔

ترجمہ: لوگوں میں اچھا وہ ہے، جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔

تشریح: قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اس دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، جو خلقِ خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس حدیث میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے رہیں اور اسے فائدہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، خَيْرُ النَّاسِ بننے کا یہی بہترین طریقہ ہے اور اسی میں ہماری دنیاوی کامیابی اور آخرت کی نجات کا راز پوشیدہ ہے۔

حصہ سوم

موضوعاتی مطالعہ

قرآن مجید

(تعارف، حفاظت اور فضائل)

تعارف : اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی جسمانی اور فطری ضروریات پوری کرنے کے لیے مادی وسائل پیدا کیے اور اس کے ذہن اور روح کی رہنمائی کے لیے بھی اہتمام فرمایا۔ خود انسان کو خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت اور ضمیر کی آواز عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامل رہنمائی کے لیے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا دائمی ذریعہ ہے اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پچھلی امتوں کے لیے بھی انبیاء مبعوث فرمائے تھے۔ اور ان میں سے بعض پر اپنی کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں۔ لیکن ان انبیاء کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ
وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ (المائدہ۔۴۸)

"اور تمہاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ و نگہبان ہے"۔

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے "مُهَيۡمِن" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے انہیں قرآن مجید نے اپنے اندر

از سر نو بیان کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس میں انسان کی آخرت کی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں۔ اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پر تاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی و معاشرتی حقوق و فرائض، اس کے معاشی و اقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے، غرض قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے۔ اور اس میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بتا دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے۔ اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

حفاظت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے، اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر۔۹)

ترجمہ: بلاشبہ یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے۔ اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا قرآن کریم کی حفاظت کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

قرآن مجید رسول ﷺ پر ایک ہی وقت میں نازل نہیں ہوا بلکہ قریباً تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جونہی کچھ آیات نازل ہوتیں۔ آپ کاتب وحی کو بلوا کر لکھوا دیتے اور یہ

رہنمائی بھی فرماتے کہ انھیں کس سورت سے پہلے یابعد کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ رکھا جائے۔ مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی۔ صحابہ کرامؓ اس کی نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے۔ مختلف اوقات خصوصاً پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ اس طرح جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، لکھا بھی جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا رہا۔ اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں۔ حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنینؓ اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو حفظ ہو چکا تھا۔ اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

رسول پاک ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لکھوائے ہوئے تمام اجزا کو آپؐ کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق یک جا کرا کے محفوظ کرا دیا۔ آیات کی ترتیب اور سورتوں کے نام وہی تھے جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی متعدد نقول تیار کرا کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک نسخہ کے طور پر بھجوا دیں۔

قرآن

قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقینی علم اور حقیقت کی بنیاد پر مبنی ہے اور اس میں کسی شک کا گزر نہیں۔ اس میں ہر زمانے اور ہر خطے کے تمام انسانوں کے لیے مکمل ہدایت ورہنمائی موجود ہے اور انسان کی دنیاو آخرت کی حقیقی فلاح کا دارومدار اسی پر عمل کرنے میں ہے۔ اس لیے قرآن حکیم کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح یہ کلام تمام کلاموں سے بہتر ہے، اسی طرح وہ انسان بھی تمام انسانوں سے بہتر ہے جو خود بھی اس کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو بھی سکھائے، ارشاد نبوی ہے :

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دیں اور اس کے لیے کسی طرح کی محنت سے دریغ نہ کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت بڑی نیکی ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس پر عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ اس سے منہ پھیرنے والے ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے۔ جب انھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی، تو عزت و سربلندی سے محروم ہو گئے یہ بات رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی ارشاد فرمادی تھی کہ اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو اس (قرآن) کی وجہ سے سربلندی عطا فرمائے گا اور (بہت سی) دوسری قوموں کو اس (سے غفلت) کی وجہ سے گرا دے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ اس کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مشق

۱۔ قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

۲۔ قرآن حکیم کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کیجیے۔

۳۔ فضائلِ قرآن پر نوٹ لکھیے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت

انسان جب اپنے وجود اور کائنات کے ان گنت مظاہر پر غور کرتا ہے تو اسے یہ دریافت کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی کہ کوئی قدرت رکھنے، پرورش کرنے اور حکمت و دانائی والی ذات ضرور موجود ہے جو ان تمام پر حکمران ہے اور انہیں قوت عطا کر رہی ہے اور بڑھنے کی صلاحیت بخش رہی ہے اور یہ کہ وہ قدیر ہے، خالق ہے، رب ہے، حکیم بھی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات کو حکمت سے چلا رہا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ جب ایک کرسی، ایک میز اور ایک مٹی کا پیالہ بھی بغیر کسی بنانے والے کے تیار نہیں ہوتا تو یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ انسان اور اس کے وجود میں یہ بے شمار قوتیں بھی تو کسی خالق کی قدرت، رحمت اور حکمت سے پیدا ہوئی ہوں گی۔ یہ قدرت اور حکمت اس کے وجود کے لیے دلیل بھی ہے اور اس کو تسلیم کرنے سے حیاتِ انسانی اور وجودِ کائنات کا درست ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔ انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کو تسلیم کرے، اس کی محبت میں سرشار رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ قرآن مجید نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ (البقرہ۔۲۱)

ترجمہ: "اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا"

اب عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدا اس نے کیا تو حکم بھی اسی کا مانو، آنکھ اس نے دی تو اس کی رضا کے مطابق دیکھو۔ کان اس نے عطا کیے تو اس کے فرمان کے مطابق سننے کی عادت ڈالو، سوچنے کی قوت اس پروردگار کی ہی عطا کردہ ہے تو ہر لمحہ اس کی ذات، قدرت اور اس کے احکام پر غور کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی حسنِ سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے تو جو زندگی بخشتا ہے اس کے لیے ساری عمر محبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔ اسی لیے فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرہ۔ ۱۶۵) جو لوگ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔ ایمان کی تکمیل محبت کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ کھوکھلا اور بے توفیق ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کو دل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے ہر دور میں انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اور ان پاک لوگوں کو اپنے احکام، کتابوں یا صحیفوں کی شکل میں عطا فرمائے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اس سلسلہ ء ہدایت کے آخری پیغامبر ہیں اور قرآن مجید جو آپؐ پر نازل کیا گیا دائمی ہدایت کی کتاب ہے۔ انسان کی فلاح کے لیے آخری پیغام عمل ہے جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت

رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ قرآن مجید نے اس محبت کا ذکر کیا۔ ارشاد ہوا۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶)

ترجمہ : "نبی اکرم ﷺ مومنوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں"

مومنوں کی جان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت میں سے انتخاب کرنا پڑے تو مومنوں کو جان

دے کر بھی محبت کا رشتہ برقرار رکھتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا:

لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (الحجرات :۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"

گفتگو میں سلیقہ، عمل میں مطابقت اور رویوں میں اطاعت پیدا ہو گی تو تقویٰ کا حق ادا ہو گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات جاننے کی کوشش کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: "تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے آباء اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں"۔ پھر فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات ان احکام کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں"

اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا ہے کہ

- اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔
- رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔
- رسول اللہ ﷺ سے محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ آپؐ کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔ اسی کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد :۳۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو" یعنی اطاعت کے بغیر اعمال ضائع ہوتے ہیں۔

اطاعت

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کیا جا سکتا ہے مگر اس کا ثبوت کیسے دیا جائے؟ یہ سوال ہر انسان کے ذہن میں پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے خود اس کا راستہ بتادیا۔ ارشاد ہوا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران :۳۱)

ترجمہ: "کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

محبتِ الٰہی اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی ہی کا نام ہے۔ اطاعت میں مکمل خود سپردگی درکار ہوتی ہے۔ ظاہری عمل کے پیچھے دلی چاہت اور قلبی میلان ضرور ہوتا ہے۔ وگرنہ یہ عمل منافقت بن جاتا ہے۔ اس لیے اس پر متنبہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا
فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء :۶۵)

ترجمہ: "تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپؐ کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپؐ کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کرلیں"۔

اطاعت واتباع کی عملی شکل سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور تسلیم ورضا کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

ختم نبوت

حضور اکرم ﷺ پوری انسانیت کے لیے ابدی صحیفہ ہدایت لے کر تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی کہ ارشاد ہوا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ

لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (المائدہ:۳)

ترجمہ :" آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور

تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا"

دین مکمل، نعمت مکمل اور اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار رسول اکرم ﷺ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی اس لیے کہ احکام الٰہی مکمل ہو گئے۔ اب اسوۂ رسول ﷺ کو تا ابد مشعلِ راہ ماننا ہے اور پیغامِ الٰہی کو اپنا دستور حیات سمجھنا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے شرف بھی ہے کہ اب اسے دائمی ہدایت کا اہل گردانا گیا اور اس کو مرکز آشنا کر دیا گیا کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام، علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس لیے مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے تھے۔ اب آپ کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا، ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفۂ ہدایت نے نسلِ انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف۔۱۵۸)

ترجمہ :"فرما دیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا

ہوں" اور یہ کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ : "محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں آپؐ تو اللہ تعالیٰ کے رسول

اور انبیاء کے خاتم ہیں"۔

اب انسان کو ہدایت ایک ہی در سے ملے گی۔ اب پریشان نظری ختم ہوئی۔ اب تلاش کا مرحلہ تمام ہوا۔ سب کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اس ایمان کو محبت کا جوہر عطا کرنا ہے اور رسول

اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت اور اتباع سے احکام الٰہی کا پابند بنتا ہے۔ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔

مشق

۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

۳۔ قرآن کریم کی کسی ایک آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں۔

علم کی فرضیت و فضیلت

علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔ جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس میں ارشاد ہے :

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۝

(العلق۔ ا۔ ۵)

" اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی طلبِ علم ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔ اس لیے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ طلبِ علم میں کوتاہی نہ کرے۔

علم کی اہمیت

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ علم انسان کے لیے عظمت کی بنیاد ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ (اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا) یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپؐ اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ دعا فرمایا کرتے :

(رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا) ترجمہ : میرے رب ! میرے علم میں اضافہ فرما۔

عہدِ رسالت میں اشاعتِ علم

علم کی اشاعت کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی کوششوں کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد جو کافر قیدی آزاد ہونے کے لیے فدیہ نہ دے سکے ان سے آپؐ نے فرمایا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں، تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے خواتین کو بھی علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اسی طرح آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ علم و حکمت مومن کی متاعِ گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو، حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

حصولِ علم کی اہمیت

مسلمان کو علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ قرآن نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلسفہ، تاریخ، غذا اور غذائیت اور سائنسی علوم پر غور و فکر کی بھی دعوت دی ہے۔ رزق حلال بھی اسلام کا تقاضا ہے اس لیے مومن کو معاشی علوم و فنون سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد تقویٰ اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر۔۲۸) "اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں"۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے۔ اسے آگے پھیلایا جائے۔ دیے سے دیے کو جلایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یعنی مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچادو، اس کی تبلیغ کرو۔ اسی طرح آخری حج کے موقعہ پر ارشاد فرمایا: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ یعنی جو حاضر ہے۔ وہ اس تک میری یہ تعلیم پہنچادے جو یہاں نہیں، اور پھر حصولِ علم کے لیے عمر کی بھی کوئی قید نہیں۔ آپؐ نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصولِ علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

أُطْلُبُوا العِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ کہ ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا، حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

علم کی فضیلت

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ زیورِ علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ جو لوگ نورِ ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ (المجادلہ۔ ۱۱) یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک حلقہ ذکر تھا اور دوسرا حلقہ علم۔ آپؐ نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہو گئے اور فرمایا کہ یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو، تو ان سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا: جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔

مندرجہ ذیل چند روایات سے علم کی اہمیت یوں واضح ہوتی ہے :۔

علم حاصل کرو۔ اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے۔ اس میں مصروف رہنا تسبیح اور بحث و مباحثہ کرنا جہاد ہے۔ علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔ علم تنہائی کا ساتھی، فراخی اور تنگدستی میں رہنما، غم خوار دوست، اور بہترین ہم نشین ہے۔ علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔ لوگ علماء کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے اور اندھوں کے لیے بینائی۔ علم جسم کی توانائی اور قوت ہے۔ علم کے ذریعے انسان فرشتوں کے اعلیٰ درجات تک جا پہنچتا ہے۔ علم میں غور و خوض کرنا روزے کے برابر ہے۔ علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت اور عبادت کی جا سکتی ہے۔ علم سے انسان معرفتِ الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اس کی بدولت انسان اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ علم ایک پیش رو اور رہبر ہے۔ اور عمل اس کے

تابع ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں سے ملیں انہیں حاصل کرو۔ علم کی فضیلت اس امر سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حکومت اور سلطنت سے اسی قوم کو سربلند فرمایا جسے علم و عمل میں برتری حاصل تھی۔ اسی اصول کی بنا پر حضرت آدمؑ بھی ملائکہ پر فضیلت لے گئے۔ علم ہی کی بنا پر مسلمان تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔ مگر جب انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے، زوال کا شکار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح و شام جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے:
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا یعنی اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مسنون دعا ہے کہ اے اللہ جو علم تو نے ہمیں دیا ہے، اسے ہمارے لیے مفید بنا اور ہمیں ایسا علم عطا فرما جو ہمیں نفع پہنچائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم عطا فرمائے اور اس پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق بھی نصیب فرمائے (آمین)

مشق

۱۔ قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔
۲۔ احادیث کی روشنی میں حصولِ علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
۳۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجیے۔

زکوٰۃ

(فرضیت، اہمیت اور مصارف)

فرضیت

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں پاک ہونا، نشوو نماپانا اور بڑھنا یہ مالی عبادت دین اسلام کا ایک رکن ہے۔ جو ایک صاحبِ نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب ملتا ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ کا حکم بار بار دہرایا گیا ہے۔

اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہ نبوت پر حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں، تو آپؐ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے۔ جس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔

جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر (جمع کر کے، خزانہ بنا کر) رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی

پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو۔ اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔ (التوبہ: ۳۴۔۳۵)

زکوۃ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوۃ کے ذریعے معاشرے کے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت ہو جاتی ہے اور اس طرح معاشرے میں نفرت و انتقام کے بجائے ہمدردی و احترام اور باہمی محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے زکوۃ دینے والے کے دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی ہو جاتی ہے اور دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

مَصَارِف

قرآن حکیم نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے ہیں۔

إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (التوبہ ۶۰)

"زکوۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے۔ اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرانا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں۔ یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"۔

اس آیت کی روشنی میں زکوۃ کے آٹھ مصارف یہ ہیں:

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عاملین (زکوۃ کے محکمے کے ملازمین) (۴) تالیفِ قلب
(۵) رقاب (۶) غارمین (قرض دار) (۷) فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل (مسافر)

زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے۔ باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے۔ اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خود دار اور غیرت مند ہوتے ہیں انہیں تلاش کر کے زکوٰۃ و صدقات دیے جائیں۔

مشق

۱۔ زکوٰۃ کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کیجیے۔
۲۔ زکوٰۃ کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھیے۔
۳۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیجیے۔
۴۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے ؟

طہارت اور جسمانی صفائی

اسلام ایک مکمل ضابطہ، حیات اور دینِ فطرت ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے اس دین میں تمام انسانوں، خاص طور پر مسلمانوں کو تمام چھوٹی اور بڑی باتوں سے قرآن وحدیث کے ذریعے آگاہ کر دیا ہے اور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر اپنے دین کو عملی طور پر سمجھا دیا ہے تاکہ ہر چیز واضح ہو جائے۔ چنانچہ طہارت اور پاکیزگی کے بنیادی اصول بتا کر صرف ایک آیتِ قرآنی اور ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (المدثر۔ ۴، ۵)

"اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ"۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے :

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ

"طہارت وپاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"۔

طہارت کے لغوی معنی پاک ہونے کے ہیں۔ آج کے دور میں صفائی کا خیال تو رکھا جاتا ہے اور شریعت کے اصولوں کو اپنائے بغیر عام غسل کرنے کو طہارت کے مفہوم میں لے آتے ہیں۔ حالانکہ طہارت کا شرعی مفہوم بالکل مختلف ہے اور شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں اور اس کی شرائط کے مطابق صفائی نہ کی جائے تو طہارت نہیں ہوگی۔ اور طہارت کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

طہارت میں دو چیزیں شامل ہیں (۱) وضو (۲) غسل

نماز سے پہلے وضو کرنا واجب ہے بشرطیکہ جسم اور لباس پاک ہو اور اگر جسم و لباس پاک نہیں تو وضو سے پہلے غسل کرنا اور لباس کو پاک کرنا لازمی ہے۔

<u>وضو :</u> وضو کے چار فرائض ہیں :

(۱) چہرے کو دھونا (۲) کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

ان کے علاوہ باقی چیزیں سنت اور مستحب ہیں۔

وضو کرنے کا طریقہ: وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے:

(۱) اچھی طرح ہاتھوں کو دھونا (۲) تین بار کلی کرنا (۳) تین بار ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا (۴) چہرے کو پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اچھی طرح دھونا (۵) کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا (۶) سر کا مسح کرنا (۷) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا (۸) وضو کرتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ دھویا جائے (۹) جسم کے اعضاء کو تین بار دھونا۔

غسل: غسل کے معنی اردو زبان میں نہانے کے ہیں۔ اگر جسم پاک نہ ہو تو وضو سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔ علاوہ ازیں انسان کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے نہانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کرنے کو ہر مسلمان کے لیے مسنون قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور عمرہ و حج کے لیے احرام باندھنے سے پہلے نہانے کو بھی اپنی سنت میں شامل کیا ہے۔ ان تمام مواقع میں نہانا بہتر اور مسنون ہے اور کچھ صورتیں ایسی ہیں جو کہ آپ اپنے اساتذہ سے پوچھ سکتے ہیں یا تعلیم الاسلام جیسی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں، جن میں غسل واجب ہے اور اگر ان حالتوں میں غسل نہ کیا گیا تو انسان گناہ گار رہے گا۔ اس کی عبادت قبول نہ ہو گی۔

غسل کا طریقہ: نہانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسم کا جو حصہ گندا ہے اسے دھو لیا جائے اور اس کے بعد اگر ہو سکے تو وضو کر لینا بہتر ہے ورنہ تین بار اس طرح کلی کرنا کہ پانی حلق تک پہنچے اور پھر ناک میں پانی تین بار جہاں تک ممکن ہو آگے تک لے جائے۔ آخر میں پورے جسم پر تین بار پانی بہایا جائے اور جسم کو اچھی طرح مل کر صاف کر لیا جائے۔

بہر حال مرد اور عورت کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح نہائے کہ جسم کا کوئی حصہ اور کوئی بال خشک نہ رہے۔ پانی اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے، خواہ مخواہ پانی ضائع نہ کیا جائے۔

غسل خانے میں نہایا جائے اور اگر غسل خانہ میسر نہ ہو تو کپڑا پہن کر مرد کے لیے نہانے کی اجازت ہے۔ البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ پردے میں نہائے۔ غسل کرتے وقت گنگنانے اور باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شریعت نے جو طریقے مقرر کیے ہیں ان کا مقصد انسان کو نقصان یا تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ یہ تو اس کے فائدے کی باتیں ہیں۔ ہر نماز سے پہلے وضو کرنے سے ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔ انسان صاف ستھرا رہتا ہے اور اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ نہانے سے پورا جسم صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح صفائی کے باعث بیماریوں سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔ وضو کرنے اور نہانے سے ظاہری صفائی بھی حاصل ہوتی ہے اور روحانی بھی۔ عبادت اور کام کرنے میں لطف آتا ہے اور اس طرح عبادت بھی قبول ہوتی ہے اور کام کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

مشق

۱۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں طہارت پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

۲۔ وضو کا طریقہ بیان کیجیے۔

۳۔ غسل کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

۴۔ طہارت کے بارے میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کیجیے۔

۵۔ طہارت کے کیا فوائد ہیں؟

۶۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

۱۔ جمعہ کے دن غسل ــــــــــــ ہے۔

۲۔ عیدین کے دن غسل ــــــــــــ ہے۔

۳۔ غسل کرتے وقت پورے جسم پر ــــــــــــ مرتبہ پانی بہایا جائے۔

۴۔ پانی کا استعمال ــــــــــــ کیا جائے۔

۵۔ طہارت کے بغیر نماز ــــــــــــ ہو سکتی۔

صبر و شکر اور ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی

صبر و شکر ایک مسلمان کے ایسے اوصاف ہیں جو ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہیں۔ ان کے ذریعے انسان رنج و راحت اور خوش حالی و تنگ دستی میں ایسا طرز عمل اختیار کرتا ہے جو ایمان کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ کو پسند ہوتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں، وہ بعض اوقات اس کے لیے خوشگوار اور بعض اوقات تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں ایک مومن کو جو مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے وہ صبر و شکر کا رویہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی میں صبر و شکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا اور برداشت کرنا۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ناخوش گوار حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھا جائے۔ اور گھبرانے کی جائے ثابت قدمی اختیار کی جائے یعنی پریشانی، تکلیف اور صدمے کی حالت میں پامردی، ثابت قدمی اور ہمت قائم رکھتے ہوئے اپنے رب پر بھروسا کیا جائے۔

شکر کے لغوی معنی ہیں کسی کے احسان و عنایت پر اس کی تعریف کرنا، اس کا شکریہ ادا کرنا، اس کا احسان ماننا اور زبان سے اس کا کھل کر اظہار کرنا۔ ان عنایات واحسانات کے اعتراف کے حوالے سے اللہ کی ذات سب سے زیادہ شکر کی مستحق ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تعریف کی جائے اس کی عنایات کا اعتراف کیا جائے اس کے احسانات پر سجدۂ شکر بجالایا جائے۔ شکر کرنے کے تین طریقے ہو سکتے ہیں: (۱) زبان سے کلماتِ تشکر ادا کرنا، (۲) دل میں اللہ کی عظمت اور اپنی اطاعت وبندگی کا احساس اور (۳) اپنے عمل سے اللہ کے احکام کی بجاآوری اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردینا۔

قرآن کریم میں شکر کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور فراخی و فراوانی انھی لوگوں کا مقدر قرار دی گئی ہے جو شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم۔ ۷) ترجمہ: اگر شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دیا جائے گا۔

ایک مسلمان کو کوئی دکھ تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے، تو اسے سوچنا چاہیے کہ یہ میری آزمائش ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ مجھے اس موقع پر بے صبری سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کرنی چاہیے۔ اگر اس موقع پر صبر و ہمت سے کام لیا جائے تو اس آزمائش میں کامیاب ہونے پر بہترین اجر ملے گا۔ اس طرح اطمینان و ثابت قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ سے نجات دے گا۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بھی صبر کے مفید نتائج سامنے آتے ہیں۔ قوموں پر جب کوئی مصیبت یا برا وقت آجائے تو اس کا مقابلہ صرف ہمت اور صبر ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ان حالات میں افراتفری، بد نظمی، مایوسی اور بے عملی کا مظاہرہ کیا جائے تو قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ایسی قومیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ آزمائش میں پورا اترنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اور عالمی برادری میں انھیں ایک باعزت مقام کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت انھی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥ : بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو صبر کرنے کا حکم دیا، فرمایا: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ "پس آپ اپنے رب کے حکم سے صبر کیجیے۔" حضرت ایوبؑ نے صبر کا اعلیٰ مظاہرہ کیا لہٰذا حضرت ایوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بنا پر نِعْمَ الْعَبْدُ "یعنی بہت اچھا بندہ" قرار دیا۔ قرآن کریم کی سورۂ احقاف آیت نمبر ۳۵ میں صبر کو اللہ تعالیٰ نے بڑے حوصلے والے رسولوں کی سنت قرار دیا ہے۔

دنیا اور آخرت میں حقیقی کامیابی کی خوشخبری کے حق دار وہی افراد ہیں جو صبر اختیار کریں۔ چنانچہ فرمایا: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ: ترجمہ: (اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے)
(البقرہ۔ ۱۵۵)

ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی تکلیف یا مصیبت آپڑے تو اللہ کی رضا کی خاطر صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اسی میں دین و دنیا دونوں کی کامیابی ہے۔

مشق

۱۔ اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟

۲۔ قرآن و سنت میں شکر کی کیا اہمیت ہے؟

عائلی زندگی کی اہمیت

عائلی زندگی سے مراد ہے خاندانی زندگی۔ انسان پیدائش سے موت تک ساری زندگی اپنے خاندان میں گزارتا ہے۔ خاندان کے افراد مختلف رشتوں کی بناء پر ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ انسانی تمدن کی ابتدا بھی خاندانی نظام سے ہوئی اور اس کی بقاء کے لیے بھی اس کا قیام ضروری ہے۔ گویا خاندان معاشرے کا بنیادی جزو ہے اور معاشرے کے اثرات خاندان پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اگر معاشرہ خوشحالی اور اسلامی طرز زندگی پر گامزن ہو گا تو خاندان پر اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔ اسلام نے انسانی معاشرے میں ایک مضبوط خاندانی نظام کے قیام کو بڑی اہمیت دی ہے۔ زوجین (شوہر اور بیوی) خاندان کے دو اہم ستون ہیں۔

زَوجین کا باہمی تعلق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

اس طرح نکاح، ایک جوڑے کے درمیان عائلی زندگی کی جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں پاکیزہ تعلقات وجود میں آتے ہیں۔ قرآن نے رشتہ ازدواج کو "اِحْصَان" کا نام دیا ہے جس کا مطلب ہے "قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا"۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد زوجین "مُحْصِنِین" یعنی قلعہ بند یا محفوظ ہو جاتے ہیں۔ غیر اخلاقی حملوں سے بچاؤ کے لیے انہیں ایک مضبوط دیوار اور حصار مل جاتا ہے۔ ہر ایک دوسرے کے لیے شریک رنج و راحت، بے لوث اور غمگسار ہوتا ہے اور مشکلات و مسائل کے حل میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔ سوچ، غور و فکر اور ذہنی صلاحیتوں میں ایک اٹھان اور ان کے استعمال میں لانے سے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس زندگی کا لطف اس وقت حدِ کمال کو پہنچ جاتا ہے، جب گھر کے

آنگن میں پھولوں جیسے بچے آجاتے ہیں جو والدین کے آپس کے تعلق کو اور مضبوط کرتے ہیں۔ ہر دو طرف سے محبت واحترام باہمی کا زمزم موجزن ہوتا ہے اور گھر واقعی ایک جنت نظر آتا ہے۔

چونکہ نسلِ انسانی کی بقاء اور اس کی افزائش اللہ تعالیٰ کے نزدیک عائلی زندگی کا مقصد ہے اور اس پاکیزہ زندگی کا واحد راستہ عقدِ نکاح ہے، ورنہ فطرت کے وہ مقاصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جو وہ اپنے سامنے رکھتی ہے۔ لہٰذا کسی معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام اور مرد و عورت کی پاکیزہ عائلی زندگی ہے۔ جب اس بنیاد ہی کو نیست و نابود کر دیا جائے تو معاشرہ کی شیرازہ بندی کس طرح ممکن ہے اور اسے انتشار سے کیونکر بچایا جا سکتا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی کے استحکام اور بقاء کے لیے نہایت وضاحت سے ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو محبت اور رحمت کا تعلق قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

ترجمہ: "اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جانوں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی۔"

گویا شوہر اور بیوی کا تعلق ایک طرف تو جبلت کی تسکین کا باعث ہے اور دوسری طرف باہمی محبت، اعتماد اور رحمت کا ایک رشتہ ان کے درمیان پیدا کرتا ہے۔ دونوں روحانی تعلق کی بناء پر شاہراہِ حیات میں ایک دوسرے کے ہم سفر ہوتے ہیں اور ایک مقدس معاہدے کے تحت ایک دوسرے کے مونس و غمخوار ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر منصفانہ حقوق مقرر کیے ہیں: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور اسی طرح ان (عورتوں) کے حقوق ہیں جس طرح ان کے فرائض ہیں رواج کے مطابق)

زوجین کے حقوق و فرائض

اسلامی تعلیمات کے مطابق خاندان کی کفالت (نان و نفقہ) مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنی مالی حالت کے مطابق بیوی بچوں کے لیے اخراجات، لباس، اور مکان کا بندوبست کرے۔ بیوی کو اپنے مہر میں دی گئی رقم یا دیگر اپنی ذاتی ملکیت رکھنے اور کاروبار کرنے کا جائز حدود میں اختیار دے۔ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس معاملے میں اللہ سے ڈرے اور عدل و احسان کا رویہ اختیار کرے۔ وراثت کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ

"نیک عورتیں فرمانبردار اور شوہر کی عدم موجودگی میں (اس کے گھر کی) محافظ ہوتی ہیں"

بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی تمام اشیاء کی ایک امانت کی طرح حفاظت کرے۔ اس کے راز افشانہ کرے۔ گھر کی باتیں دوسروں کو نہ بتائے اور اسکے اموال و اشیاء کے ساتھ ساتھ اس کی آمد اور اس کے نسب و نسل کی بھی حفاظت کر

آنحضور ﷺ کی زندگی بھی ہمارے لیے مینارِ نور ہے۔ آپؐ۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

ترجمہ: "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں"

نبی کریم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اچھی عورت وہ ہے کہ جب شوہر اسے دیکھے تو اسے مسرت ہو وہ اسے حکم دے تو اطاعت کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔

اولاد کے حقوق و فرائض

اسلام میں والدین پر اولاد کے حقوق مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ : "اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ "۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی پرورش، تعلیم اور اچھی تربیت کا اہتمام کریں اور پھر اچھی جگہ ان کی شادی کریں۔ اولاد کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھیں۔ والدین کی وفات کے بعد بھی اولادِ صالحہ ان کے نامہ اعمال میں نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہوتی ہے۔

اولاد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا والدین کا ہر حکم بجا لائیں۔ ان سے رحمت و محبت اور نرمی کا رویہ اختیار کریں۔ ان کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم رکھیں۔ خاص طور پر جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان سے نرمی اور محبت سے پیش آئیں۔ اپنی مصروفیات سے مناسب وقت ان کے لیے مختص کریں۔ ان کی بھرپور خدمت کریں اور ان کی وفات کے بعد ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

"ان دونوں کو اف بھی نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور رحمت کے ساتھ عاجزی کے بازو ان کے لیے جھکائے رکھو۔ کہو اے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

مشق

۱۔ عائلی زندگی سے کیا مراد ہے، ؟
۲۔ خاندانی نظام کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
۳۔ زوجین کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں ؟
۴۔ اولاد کے حقوق و فرائض کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

ہجرت و جہاد

ا۔ ہجرت:

ہجرت کے معنی ایک جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔ لیکن اسلام میں ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ سے مسلمانوں کا کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا جہاں وہ محکوم اور مظلوم ہوں، بر سر اقتدار لوگ انہیں اسلام پر عمل کرنے پر تکلیف دیتے ہوں لہٰذا ان کو وہاں اسلام پر زندگی گزارنا مشکل ہو تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سرزمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔ البتہ اگر ان کے پاس ہجرت کے وسائل نہ ہوں، یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے ہوں۔ تو اس بات کا امکان ہے کہ اللہ انہیں معاف فرمادے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (النساء ۹۷۔۱۰۰)

"جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں، تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے۔ اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو

شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے۔ وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے۔ پھر اس کو موت آپکڑے، تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

ان آیات سے یہ معلوم ہوا کہ ہجرت کے نتیجے میں ایک مسلمان کو دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔ جیسا کہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (النحل ۴۱۔ ۴۲)

یعنی: "جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لیے وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے۔ اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ (اسے) جانتے۔ یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں"۔

اسی طرح ہجرت کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے حق دار بھی قرار پاتے ہیں۔ ارشاد ہے: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النحل۔ ۱۱۰) یعنی: "پھر جن لوگوں نے بلائیں اٹھانے کے بعد ترکِ وطن کیا، پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے۔ بے شک تمہارا پروردگار ان (آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحم کرنے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والوں کے لیے مغفرت، جنت اور بہترین اجر کا انعام رکھا ہے۔ اور انھیں یقین دلایا ہے کہ انھیں بخش دیا جائے گا، ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ• (آل عمران ۱۹۵)

"تو ان کے پروردگار نے ان کی دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت، ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے (ہجرت کر گئے) اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے، میں ان کے گناہ دور کر دوں گا۔ اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) اللہ کے ہاں سے بدلا ہے۔ اور اللہ کے ہاں اچھا بدلا ہے"۔

اس لیے بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا اس وقت تک سب سے بڑا عمل یہی ہجرت کا عمل تھا۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ کی راہ میں اور اللہ کے دین پر قائم رہنے اور اس کی دعوت و اشاعت کے لیے ہو۔

ب۔ جہاد:

جہاد کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں اور اسلام میں اس کا مفہوم ہے "حق کی سربلندی، اس کی اشاعت و حفاظت کے لیے ہر قسم کی کوشش، قربانی اور ایثار کرنا اپنی تمام مالی، جسمانی اور دماغی قوتوں کو اللہ کی راہ میں صرف کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے لیے اپنے اہل و عیال، اپنے عزیز و اقارب، خاندان اور قوم کی جانیں تک قربان کر دینا۔ حق کے دشمنوں کی کوششوں کو ناکام بنانا، ان کی تدبیروں کو اکارت کر دینا، ان کے حملوں کو روکنا، نیز اس کے لیے اگر میدان جنگ میں آکر ان سے لڑنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرنا" اسی لیے جہاد کو اسلام میں بہ معنوی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

جہاد ایک منظم کوشش کا نام ہے اور اسلام میں اس کے واضح اصول وضوابط ہیں۔ بغیر کسی نظم اور امیر کے کوئی شخص یا گروہ اپنی مرضی سے مسلح جدوجہد شروع کر دے، تو اسے جہاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جہاد کے لیے ضروری ہے کہ ایک اسلامی ریاست کی طرف سے باقاعدہ اس کا حکم دیا گیا ہو۔ علماء و مجتہدین کے اداروں نے حالات اور اسباب کا بے لاگ جائزہ لے کر اس کے امکان اور ضرورت کا فیصلہ دیا ہو۔ اور اس کا مقصد مظلوم مسلمانوں کی امداد کرنا، اشاعت اسلام کے راستے کی رکاوٹوں اور فتنوں کو دور کرنا اور رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

جہاد کا مفہوم بہت واضح ہے۔ بعض علماء کی رائے میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور وہ اسے "جہاد اکبر" قرار دیتے ہیں۔ بعض صحیح احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ○ (العنکبوت ٦٩) یعنی: جن لوگوں نے ہمارے بارے میں جہاد کیا (یعنی محنت اور تکلیف اٹھائی) ہم ان کو اپنے راستے دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

جہاد کی ایک قسم "جہاد بالعلم" ہے۔ دنیا کا تمام شر اور فساد جہالت کا نتیجہ ہے اور اس کا دور کرنا ضروری ہے۔ اگر انسان عقل و شعور اور علم و دانش رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ دوسروں کو بھی اس سے فیض پہنچائے۔ قرآن نے یہ بات ان الفاظ میں واضح فرمائی کہ: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل ١٢٥) "لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف آنے کی دعوت حکمت و دانش اور خوبصورت نصیحت کے ساتھ کر دو۔ اور ان سے مجادلہ (بحث و مباحثہ) بہت ہی خوبصورت طریقے سے کرو"۔ اسی طرح علمی انداز میں دین کی دعوت و تبلیغ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔ اور نتائج و افادیت کے لحاظ سے اس کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سورۃ الفرقان میں اسے "جِهَادًا كَبِیْرًا" قرار دیا گیا ہے۔

جہاد کی ایک اور قسم "جہاد بالمال" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال و دولت عطا کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے اللہ کی رضا کے راستے میں خرچ کیا جائے اور حق کی حمایت و نصرت کے سلسلے میں انفاق سے گریز نہ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَھَاجَرُوۡا وَجَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِھِمۡ وَاَنۡفُسِھِمۡ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ۔ "جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے پاس نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں"۔ جو لوگ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں انھیں عذاب الیم کی "خوشخبری" دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَالۡفِضَّۃَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ۔ "اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو"۔

جہاد کی ایک قسم جہاد بالنفس یعنی اپنے جسم و جان سے جہاد کرنا بھی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں دین کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے اپنی جان تک پیش کر دی جائے۔ عام طور پر جب لفظ جہاد بولا جاتا ہے تو اس سے یہی چوتھی قسم کا جہاد ہی مراد ہوتا ہے جس کو قرآن میں قتال کہا گیا ہے۔ جہاد کے لیے جنگی قوت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے اور جہاد میں شہید ہو جانے والوں کو مردہ کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور ان کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے رزق پا رہے ہیں اور اس پر خوشیاں منا رہے ہیں ان کے لیے اجر عظیم، جنتوں اور بہترین ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جہاد کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہر نیک کام اور فرض کی ادائیگی میں اپنی جان و مال اور دماغ کی پوری قوت صرف کی جائے۔ ایک مرتبہ عورتوں نے جہاد کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا جہاد حج مبرور ہے" ایک صحابیؓ جہاد میں شرکت کے لیے آئے تو آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ ہیں۔ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا تو تم ان کی خدمت کے ذریعے جہاد کرو۔ اسی طرح کسی ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق و عدل کہنے کو بھی جہاد بلکہ بہت بڑا جہاد قرار دیا۔ آپ

نے یہ بھی فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

مشق

۱۔ ہجرت پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

۲۔ جہاد سے کیا مراد ہے؟

۳۔ جہاد کی مختلف اقسام تفصیل سے بیان کریں۔